فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: روایت: «إِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ» بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ بے اصل روایت ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ أَرَ مَنْ خَرَّجَهٗ مَرْفُوعًا بَعْدَ الْبَحْثِ الشَّدِيدِ عَنْهُ .

''باوجود بسیار کوشش کے مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس حدیث کو کس محدث نے اپنی کتاب میں مرفوع ذکر کیا ہے۔''

(تذكرة المُحتاج : 62)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

زَعَمَ كَثِيرٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَنَّهٗ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے۔''

(المَقاصد الحَسَنة : 39)

سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب مندرجہ ذیل قول کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي .

''جب صحیح حدیث آ جائے، تو وہی میرا مذہب ہے۔''

(فتاویٰ شامی :1/67)

(جواب): امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ قول ثابت نہیں، البتہ اسی طرح کا قول امام شافعی رحمہ اللہ سے متواتر ثابت ہے۔

(إعلام المؤقعين لابن القيم : 201/2)

(سوال): کیا لنڈا استعمال کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): لنڈا کا استعمال جائز ہے۔ کفار کی اشیا دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔

(سوال): کیا پانی پر دم کر کے مریض کو پلایا جا سکتا ہے؟

(جواب): پانی پر دم کرنا جائز ہے اور وہ پانی مریض کو پلایا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ علاج ہے، جس سے شریعت نے منع نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔

(مسائل أحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 1622)

(سوال): شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اِبْنُ مَسْعُودٍ فِي الْعِلْمِ مِنْ طَبَقَةِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَأُبَيٍّ وَمُعَاذٍ، وَهُوَ مِنَ الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنْ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ؛ فَمَنْ قَدَحَ فِيهِ أَوْ قَالَ : هُوَ ضَعِيفُ الرِّوَايَةِ، فَهُوَ مِنْ جِنْسِ الرَّافِضَةِ الَّذِينَ يَقْدَحُونَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى إِفْرَاطِ جَهْلِهِ بِالصَّحَابَةِ أَوْ زَنْدَقَتِهِ وَنِفَاقِهِ .

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میدان علم میں سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا اُبی اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہم کے ہم پلہ ہیں، آپ رضی اللہ عنہ اول درجہ کے علما صحابہ میں سے

ہیں۔جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر جرح کی یا آپ کو روایت میں ضعیف کہا، وہ اُن روافض کی جنس ہے، جو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم پر جرح کرتے ہیں، نیز یہ دلیل ہے کہ وہ مقام صحابہ سے بے بہرہ ہے یا زندیق اور منافق ہے۔''

(مَجموع الفَتاویٰ : 531/4)

(سوال): ایمان کی تعریف ''الایمان قول'' کرنا کیسا ہے؟

(جواب): اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ایمان زبان کا اقرار، دل کی تصدیق اوراعضاء وجوارح کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

❁ امام آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَمُلَتْ فِيهِ هٰذِهِ الثَّلَاثُ الْخِصَالِ، كَانَ مُؤْمِنًا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْقُرْآنُ، وَالسُّنَّةُ، وَقَوْلُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''جس شخص میں یہ تین خصلتیں (تصدیق، اقرار اور عمل) جمع ہو جائیں، وہ مؤمن ہے، اس پر قرآن، سنت اور علمائے مسلمین کا اجماع ہے۔''

(الشّریعة : 611/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

الْأَعْمَالُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ بِالْجَوَارِحِ، تَصْدِيقٌ عَنِ الْإِيمَانِ بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ، فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقِ الْإِيمَانَ بِعَمَلِهٖ وَبِجَوَارِحِهٖ مِثْلُ الطَّهَارَةِ، وَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ، وَأَشْبَاهُ لِهٰذِهٖ وَرَضِيَ مِنْ نَفْسِهٖ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْقَوْلِ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا، وَلَمْ يَنْفَعْهُ الْمَعْرِفَةُ وَالْقَوْلُ، وَكَانَ تَرْكُهُ لِلْعَمَلِ تَكْذِيبًا مِّنْهُ لِإِيمَانِهٖ،

وَكَانَ الْعَمَلُ بِمَا ذَكَرْنَاهُ تَصْدِيقًا مِّنْهُ لِإِيمَانِهٖ .

''جوارح کے ساتھ عمل کرنا دل اور زبان کے ایمان کی تصدیق ہے، جس نے اپنے عمل و جوارح مثلاً طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ کے ساتھ اپنے ایمان کی تصدیق نہ کی، دل کی معرفت اور زبان کے اقرار کو کافی سمجھا، تو وہ مؤمن نہیں ہے، اسے معرفت اور اقرار نفع نہ دیں گے، اس کا عمل کو ترک کرنا خود اپنے ایمان کی تکذیب ہوگا اور اس کے اعمال دراصل اس کی طرف سے اپنے ایمان کی تصدیق ہے۔''

(الشّريعة : 614/2)

لہٰذا ''الایمان قول'' کہنا باطل ہے۔ اس کے مطابق تمام منافقین مؤمن ٹھہریں گے، کیونکہ وہ زبان سے کلمہ کا اظہار کرتے تھے، مگر دل میں کفر رکھتے تھے۔

❁ امام ابومصعب احمد بن ابی بکر مدنی رحمہ اللہ (۲۴۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ : اَلْإِيمَانُ قَوْلٌ، يُسْتَتَابُ، فَإِنْ تَابَ، وَإِلَّا ضُرِبَتْ عُنُقُهٗ .

''جس نے یہ کہا کہ ایمان زبان سے اقرار کا نام ہے، اس سے توبہ کرائی جائے گی، توبہ کر لے، تو درست، ورنہ اس کی گردن ماردی جائے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 2622)

سوال: کیا پیٹ کے کینسر کی وجہ سے فوت ہونے والا شہید ہے؟

جواب: پیٹ کے کینسر میں فوت ہونے والا بھی شہید ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ، الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ

الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .

''شہید پانچ قسم کے ہیں؛① طاعون سے فوت ہونے والا ② پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہونے والا ③ ڈوب کر فوت ہو جانے والا ④ دب کر فوت ہو جانے والا ⑤ اللہ کی راہ میں کٹ جانے والا۔''

(صحيح البخاري : 2829، صحيح مسلم : 1914)

سوال: کرونا وائرس کی وجہ سے والدہ کی وفات ہوئی، تو حکومت نے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کچھ رقم لواحقین کو دی، کیا اس رقم کا کیا کریں؟

جواب: اس رقم کو لینا جائز ہے اور اس کا استعمال بھی درست ہے۔

سوال: عورت کو حیض آنے کا آغاز کب ہوا؟

جواب: عورت میں حیض ابتدا سے ہی ہے، حیض عورت کی اصل خلقت میں شامل ہے، یہ فطرتی عمل ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ .

''اللہ نے حیض کو بنات آدم کی فطرت بنایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 305، صحيح مسلم : 1211)

❁ اس حدیث کے تحت قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَصْلِ خِلْقَتِهِنَّ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ حیض عورتوں کی اصل خلقت میں سے ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 292/2)

(سوال): کیا حائضہ مصحف قرآنی کو چھو سکتی ہے؟

(جواب): حائضہ اور جنبی قرآنی مصحف کو نہیں چھو سکتے، جب قرآن کو بغیر وضو نہیں چھوا جا سکتا ہے، تو حالت حیض یا جنابت میں تو بالاولیٰ نہیں چھوا جا سکتا۔

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْفُقَهَاءُ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ مَسَّ الْمُحْدِثِ إِيَّاهُ لَا يَجُوزُ.

''فقہا کا اجماع ہے کہ بے وضو شخص کا مصحف کو چھونا جائز نہیں۔''

(الرّدّ على من أنكر الحرف والصّوت، ص 308)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ الَّذِينَ تَدُورُ عَلَيْهِمُ الْفَتْوٰى وَعَلٰى أَصْحَابِهِمْ بِأَنَّ الْمُصْحَفَ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الطَّاهِرُ.

''تمام علاقوں کے فقہا اور ان کے اصحاب، جن کا فتویٰ چلتا ہے، کا اجماع ہے کہ مصحف کو صرف باوضو آدمی چھوئے۔''

(الاستذكار: 472/2)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَمَسُّ الْمُصْحَفَ إِلَّا طَاهِرٌ يَعْنِي طَاهِرًا مِّنَ الْحَدَثَيْنِ جَمِيعًا، رُوِيَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَّطَاوُسٍ وَالشَّعْبِيِّ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَلَا نَعْلَمُ مُخَالِفًا لَهُمْ إِلَّا دَاوُدَ.

''مصحف کو وہی شخص چھوئے، جو دونوں حدثوں سے پاک ہو۔ یہ بات سیدنا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، طاؤس، شعبی اور قاسم بن محمد رحمہم اللہ سے مروی ہے، نیز امام مالک، امام شافعی رحمہما اللہ اور اصحاب رائے کا بھی یہی موقف ہے، ہمارے علم کے مطابق ان کی مخالفت صرف داؤد ظاہری رحمہ اللہ نے کی ہے (داؤد ظاہری رحمہ اللہ کی مخالفت اجماع کے لیے مضر نہیں)۔''

(المُغني :108/1)

❀ قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ : لَا يَمَسُّ الْمُصْحَفَ حَائِضٌ وَلَا جُنُبٌ وَلَا يَحْمِلُهُ إِلَّا طَاهِرٌ غَيْرُ مُحْدِثٍ .

''جمہور اہل علما کا کہنا ہے کہ حائضہ اور جنبی مصحف کو نہیں چھو سکتے، نیز اسے باوضو شخص ہی ہاتھ میں اٹھا سکتا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : ٢٥٩٢)

سوال: جنت اور جہنم کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اتفاقی و اجماعی عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم وجود میں آ چکی ہیں، دونوں ہمیشہ سے ہمیشہ باقی رہنے کے لیے ہیں، انہیں کبھی فنا نہیں۔ جنت وجہنم کے ثبوت پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت دلیل ہیں۔ جنت اور جہنم کی حقیقت ہے، ان کا منکر بالاجماع کافر ہے۔

❀ امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ الْأَئِمَّةِ الْمَأْخُوذِ فِي الْإِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ : ...... وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَخْلُوقَتَانِ وَلَا يَفْنَيَانِ .

''یہ ائمہ اسلام اور اہل سنت کا اتفاقی و اجماعی عقیدہ ہے کہ...... جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں اور یہ فنا نہیں ہوں گی۔''

(شِعار أصحاب الحديث للحاكم الكبير، ص 30، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابو حاتم (۲۷۷ھ) اور امام ابو زرعہ (۲۶۴ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ، حِجَازًا، وَّعِرَاقًا، وَّمِصْرًا، وَّشَامًا، وَّيَمَنًا، فَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ : ...... أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ، وَهُمَا مَخْلُوقَانِ لَا يَفْنِيَانِ أَبَدًا وَالْجَنَّةُ ثَوَابٌ لِّأَوْلِيَائِهٖ وَالنَّارُ عِقَابٌ لِّأَهْلِ مَعْصِيَتِهٖ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

''ہم نے حجاز و عراق، مصر و شام اور یمن تمام علاقوں کے علما کو دیکھا ہے، سب کا عقیدہ تھا کہ...... جنت اور جہنم حق ہیں، دونوں پیدا ہو چکی ہیں اور کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ جنت اللہ تعالیٰ کے اولیا کے لیے بطور ثواب ہوگی اور جہنم گناہ گاروں کے لیے بطور عقاب ہوگی، مگر جس پر اللہ عزوجل رحم فرما دے۔''

(عقيدة أبي حاتم الرازي وأبي زرعة الرازي للحدّاد، ص 201)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْإِقْرَارُ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَوَاجِبٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ .

''جنت اور جہنم پر ایمان لانا واجب ہے، اس پر اجماع ہے۔''

(التّمهيد : 190/12)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّهَا دَارُ نَعِيمٍ أَبَدًا لَا تَفْنِي وَلَا يَفْنِي

أَهْلُهَا بِلَا نِهَايَةٍ وَأَنَّهَا أُعِدَّتْ لِلْمُسْلِمِينَ وَالنَّبِيِّينَ الْمُتَقَدِّمِينَ وَأَتْبَاعِهِمْ عَلٰى حَقِيقَةٍ كَمَا أَتَوا بِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْسَخَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَدْيَانَهُمْ بِدِينِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَأَنَّهَا دَارُ عَذَابٍ أَبَدًا لَا تَفْنِي وَلَا يَفْنِي أَهْلُهَا أَبَدًا بِلَا نِهَايَةٍ وَأَنَّهَا أُعِدَّتْ لِكُلِّ كَافِرٍ مُخَالِفٍ لِدِينِ الْإِسْلَامِ وَلِمَنْ خَالَفَ الْأَنْبِيَاءَ السَّالِفِينَ قَبْلَ مَبْعَثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ...... جنت حق ہے اور یہ نعمتوں کا گھر ہے، جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، کبھی فنا نہ ہوگا، نہ اس میں رہنے والے کبھی فنا ہوں گے، اس کی کوئی انتہا نہیں، یہ مسلمانوں اور پہلے نبیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے، نیز ان کے لیے بھی ہے، جنھوں نے دین اسلام کی آمد سے پہلے نبیوں کی لائی شریعتوں کا صحیح اتباع کیا۔ نیز (اس پر بھی اتفاق ہے کہ) جہنم حق ہے، یہ عذاب کا گھر ہے، یہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، نہ اسے فنا ہے نہ اس میں رہنے والے (کافروں اور مشرکوں) کو فنا ہے، اس کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ ہر اس کافر کے لیے تیار کی گئی ہے، جو دین اسلام کا مخالف ہوگا یا نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کا مخالف ہوگا۔''

(مراتب الإجماع، ص 173)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ الْجَنَّةَ أَوِ النَّارَ أَوِ الْبَعْثَ أَوِ الْحِسَابَ أَوِ الْقِيَامَةَ فَهُوَ

كَافِرٌ بِإِجْمَاعٍ لِلنَّصِّ عَلَيْهِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ عَلٰى صِحَّةِ نَقْلِهٖ مُتَوَاتِرًا وَكَذٰلِكَ مَنِ اعْتَرَفَ بِذٰلِكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ : إِنَّ الْمُرَادَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ مَعْنًى غَيْرِ ظَاهِرِهٖ وَأَنَّهَا لِذَاتٍ رَوْحَانِيَّةٍ وَمَعَانٍ بَاطِنَةٍ كَقَوْلِ النَّصَارٰى وَالْفَلَاسِفَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ وَبَعْضِ الْمُتَصَوِّفَةِ .

''جو جنت، جہنم، بعث، حساب یا قیامت میں سے کسی چیز کا انکار کرے، وہ بالا جماع کافر ہے، کیونکہ ان کے ثبوت پر نص وارد ہے اور اس کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح (وہ بھی کافر ہے،) جو ان سب اشیا کا اقرار تو کرے، مگر یہ کہے کہ جنت، جہنم، حشر، نشر، جزا و سزا سے مراد ظاہری ذاتی اشیا نہیں، بلکہ یہ روحانی اور باطنی اشیا کے نام ہیں، جیسا کہ نصاریٰ، فلاسفہ، باطنیہ اور بعض صوفیا کا نظریہ ہے۔''

(الشّفا : 290/2)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلٰى ذٰلِكَ لَا يُخَالِفُ مِنْهُم فِيهِ مُخَالِفٌ وَنُصُوصُ الْقُرْآنِ مِنْ فَاتِحَتِهٖ إِلٰى خَاتِمَتِهٖ مُصَرِّحَةٌ بِإِثْبَاتِ الْمَعَادِ الْجِسْمَانِيِّ وَإِثْبَاتِ تَنَعُّمِ الْأَجْسَامِ فِيهِ بِالْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَالْمَنْكَحِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ أَوْ تَعْذِيبِهَا بِمَا اشْتَمَل عَلَيْهِ الْقُرْآنُ مِنْ تِلْكَ الْأَنْوَاعِ الْمَذْكُورَةِ فِيهِ وَهٰكَذَا النُّصُوصُ النَّبَوِيَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ

مُصَرِّحَةٌ بِذٰلِكَ تَصْرِيحًا يَفْهَمُهٗ كُلُّ عَاقِلٍ بِحَيْثُ لَوْ جُمِعَ مَا وَرَدَ فِي ذٰلِكَ مِنْهَا لَجَاءَ مُؤَلَّفًا بَسِيطًا .

''علمائے مسلمین کا اس (معادِ جسمانی کے اثبات) پر اجماع ہے، ان میں سے کوئی بھی مخالفت نہیں کرتا۔ قرآن کے شروع سے آخر تک تمام نصوص صراحت کرتی ہیں کہ معاد جسمانی ثابت ہے، نیز آخرت میں اجسام کھانے، پینے اور نکاح وغیرہ سے لذت اٹھائیں گے، اسی طرح اجسام کو ان تمام طرح کا عذاب بھی ہوگا، جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ نیز اس بارے میں احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نصوص اتنی واضح ہیں کہ اسے ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے، اگر ان نصوص کو جمع کیا جائے، تو ایک ضخیم کتاب جمع ہو جائے گی۔''

(إرشاد الثّقات، ص 19)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

يَكْفُرُ ...... بِإِنْكَارِهِ الْقِيَامَةَ أَوِ الْبَعْثَ أَوِ الْجَنَّةَ أَوِ النَّارَ أَوِ الْمِيزَانَ أَوِ الْحِسَابَ أَوِ الصِّرَاطَ أَوِ الصَّحَائِفَ الْمَكْتُوبَ فِيهَا أَعْمَالُ الْعِبَادِ .

''جو قیامت، بعث، جنت، جہنم، میزان، صراط یا اعمال کے صحائف کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔''

(البحر الرّائق : 132/5)

سوال: سجدہ تعظیمی کا کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ پہلی شریعتوں میں اس کی اجازت تھی، مگر جس طرح اللہ رب العالمین کو سجدہ کیا جاتا ہے، مخلوق کے لیے اس طرح سجدہ کرنا شرک ہے، کیونکہ یہ

مظہر عبادت ہے۔ سجدہ تعظیمی سے مراد تعظیماً جھکنا تھا، نہ کہ معروف سجدہ۔

۞ علامہ ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ أَنَّ ذٰلِكَ السُّجُودَ، عَلٰى أَيِّ هَيْئَةٍ كَانَ، فَإِنَّمَا كَانَ تَحِيَّةً لَا عِبَادَةً .

''یہ سجدہ جس طرح بھی تھا، البتہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ سجدہ تحیہ تھا، عبادت کے لیے نہ تھا۔''

(تفسير ابن عطية : 281/3)

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .

''اگر میں کسی کو سجدہ (تعظیمی) کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

(سنن التّرمذي : 1159 ، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۶۲) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (فُصّلت : ۳۷)

''سورج چاند کو سجدہ مت کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو کہ جس نے انہیں (سورج چاند وغیرہ کو) تخلیق کیا ہے، اگر تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا تُشْرِكُوا بِهٖ فَمَا تَنْفَعُكُمْ عِبَادَتُكُمْ لَهٗ مَعَ عِبَادَتِكُمْ لِغَيْرِهٖ، فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ .

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک مت کرو، غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ تمہیں اللہ کی عبادت بھی کچھ فائدہ نہیں دے گی، اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔''

(تفسیر ابن کثیر : 182/7)

❁ علامۃ الہند، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ : إِنَّ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ خَالِصًا، فَلَا يَسْجُدُ إِلَّا لَهٗ سُبْحَانَهٗ، وَلَا يَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، نَبَّهَ بِهِمَا عَلٰى غَيْرِهِمَا مِنَ الْمَخْلُوقِ الْعُلْوِيِّ، فَالسُّفْلِيُّ مِنَ الْأَحْجَارِ وَالْأَشْجَارِ وَالضَّرَائِحِ، وَنَحْوِهَا بِالْأَوْلٰى، وَقَدْ دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى أَنَّ دِينَنَا هُوَ أَنَّ السُّجُودَ حَقُّ الْخَالِقِ، فَلَا يُسْجَدُ لِمَخْلُوقٍ أَصْلًا، كَائِنًا مَا كَانَ، فَإِنَّ الْمَخْلُوقِيَّةَ يَتَسَاوٰى فِيهَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْوَلِيُّ وَالنَّبِيُّ وَالْحَجَرُ وَالْمَدَرُ وَالشَّجَرُ وَنَحْوُهَا .

''بعض اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: جو شخص خالص اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کرے، نہ سورج چاند کو سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سورج و چاند کا ذکر کر کے دیگر آسمانی

مخلوق کے متعلق تنبیہ کر دی ہے، تو زمین مخلوق مثلاً پتھر، درخت اور دربار وغیرہ کو تو بالاولیٰ سجدہ ممنوع ہے۔ بلاشبہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہمارے دین کے مطابق سجدہ صرف خالق کا حق ہے، لہٰذا کسی مخلوق کو سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کیونکہ مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ولی، نبی، پتھر، اینٹ اور درخت وغیرہ سب برابر ہیں۔‘‘

(الدين الخالص : 53/2)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا السُّجُودُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ قَدِ اتَّخَذَهٗ جُهَّالُ الْمُتَصَوِّفَةِ عَادَةً فِي سَمَاعِهِمْ وَعِنْدَ دُخُولِهِمْ عَلٰى مَشَايِخِهِمْ وَاسْتِغْفَارِهِمْ، فَيُرَى الْوَاحِدُ مِنْهُمْ إِذَا أَخَذَهُ الْحَالُ بِزَعْمِهٖ يَسْجُدُ لِلْأَقْدَامِ لِجَهْلِهٖ سَوَاءٌ أَكَانَ لِلْقِبْلَةِ أَمْ غَيْرِهَا جَهَالَةً مِنْهُ، ضَلَّ سَعْيُهُمْ وَخَابَ عَمَلُهُمْ.

’’یہ ممنوعہ سجود جاہل صوفیا نے اختیار کر رکھے ہیں، وہ قوالیوں کے دوران، مشائخ کے پاس جاتے وقت اور ان سے معافی مانگتے وقت سجدہ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دیکھا کہ جب اسے بزعم خود ’’حال‘‘ پڑتا ہے، تو اپنی جہالت کی وجہ سے (بزرگوں کے) پاؤں کو سجدہ کرتا ہے، خواہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ، یہ اس کی جہالت ہے۔ ان کی سب محنتیں بے فائدہ اور اعمال رائیگاں ہیں۔‘‘

(تفسير القرطبي :294/1)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ أَنْوَاعِ الشِّرْكِ سُجُودُ الْمُرِيدِ لِلشَّيْخِ، فَإِنَّهُ شِرْكٌ مِنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُودِ لَهُ، وَالْعَجَبُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: لَيْسَ هٰذَا بِسُجُودٍ، وَإِنَّمَا هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَ الشَّيْخِ احْتِرَامًا وَتَوَاضُعًا، فَيُقَالُ لِهٰؤُلَاءِ: وَلَوْ سَمَّيْتُمُوهُ مَا سَمَّيْتُمُوهُ، فَحَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ الرَّأْسِ لِمَنْ يُسْجَدُ لَهُ، وَكَذٰلِكَ السُّجُودُ لِلصَّنَمِ، وَلِلشَّمْسِ، وَلِلنَّجْمِ، وَلِلْحَجَرِ، كُلُّهُ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَهُ، وَمِنْ أَنْوَاعِهِ رُكُوعُ الْمُتَعَمِّمِينَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عِنْدَ الْمُلَاقَاةِ، وَهٰذَا سُجُودٌ فِي اللُّغَةِ، وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء: ١٥٤) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ بِالْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ، وَمِنْهُ قَوْلُ الْعَرَبِ: سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ، إِذَا أَمَالَتْهَا الرِّيحُ .

''شرک کی ایک صورت مرید کا اپنے پیر کو سجدہ کرنا ہے، یہ ساجد اور مسجود دونوں کا شرک ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں: یہ سجدہ نہیں ہے، یہ تو احترام اور تواضع میں پیر کے سامنے سر رکھا گیا ہے۔ ایسوں کو کہا جائے گا کہ اگر تم اپنے سجدے کو یہی نام دیتے ہو، تو سجدہ کا معنی بھی یہی ہے کہ سر کو مسجود کے لیے نیچے رکھا جائے، اسی طرح بت، سورج، ستارے اور پتھر کو سجدہ کیا جاتا ہے، سب میں ان کے سامنے سر ہی رکھا جاتا ہے۔ نیز بعض لوگوں کا ملاقات کے وقت

ایک دوسرے کو رکوع کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے،لغوی سجدہ اسی کو کہتے ہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کا یہی معنی ہے:﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(النّساء : ١٥٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا''،یعنی جھک کر، کیونکہ پیشانی زمین پر رکھ کر داخل ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔عرب کے ہاں جب درخت تیز ہوا سے ملنے لگے،تو کہتے ہیں:سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ۔''

(مَدارج السّالکین :352/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

جَاءَ شُيُوخُ الضَّلَالِ ...... فَأَرَادُوا مِنْ مُرِيدِيهِمْ أَنْ يَتَعَبَّدُوا لَهُمْ، فَزَيَّنُوا لَهُمْ حَلْقَ رُؤُوسِهِمْ لَهُمْ، كَمَا زَيَّنُوا لَهُمُ السُّجُودَ لَهُمْ، وَسَمَّوْهُ بِغَيْرِ اسْمِهٖ، وَقَالُوا : هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ، وَلَعَمْرُ اللّٰهِ إِنَّ السُّجُودَ لِلّٰهِ هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَيْنَ يَدَيْهِ سُبْحَانَهٗ، وَزَيَّنُوا لَهُمْ أَنْ يَنْذُرُوا لَهُمْ، وَيَتُوبُوا لَهُمْ، وَيَحْلِفُوا بِأَسْمَائِهِمْ، وَهٰذَا هُوَ اتِّخَاذُهُمْ أَرْبَابًا وَآلِهَةً مِنْ دُونِ اللّٰهِ، قَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(آل

عمران : ٧٩ـ٨٠) وَأَشْرَفُ الْعُبُودِيَّةِ عُبُودِيَّةُ الصَّلَاةِ، وَقَدْ تَقَاسَمَهَا الشُّيُوخُ وَالْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْجَبَابِرَةُ، فَأَخَذَ الشُّيُوخُ مِنْهَا أَشْرَفَ مَا فِيهَا وَهُوَ السُّجُودُ، وَأَخَذَ الْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ مِنْهَا الرُّكُوعَ، فَإِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَكَعَ لَهُ، كَمَا يَرْكَعُ الْمُصَلِّي لِرَبِّهِ سَوَاءً، وَأَخَذَ الْجَبَابِرَةُ مِنْهُمُ الْقِيَامَ فَيَقُومُ الْأَحْرَارُ وَالْعَبِيدُ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ، عُبُودِيَّةً لَهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، وَقَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ الثَّلَاثَةِ، عَلَى التَّفْصِيلِ فَتَعَاطِيهَا مُخَالَفَةٌ صَرِيحَةٌ لَهُ فَنَهٰى عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَقَالَ : «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ» ...... وَتَحْرِيمُ هٰذَا مَعْلُومٌ مِنْ دِينِهِ بِالضَّرُورَةِ، وَتَجْوِيزُ مَنْ جَوَّزَهُ لِغَيْرِ اللّٰهِ مُرَاغَمَةٌ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَهُوَ مِنْ أَبْلَغِ أَنْوَاعِ الْعُبُودِيَّةِ، فَإِذَا جَوَّزَ هٰذَا الْمُشْرِكُ هٰذَا النَّوْعَ لِلْبَشَرِ، فَقَدْ جَوَّزَ الْعُبُودِيَّةَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ......

وَأَيْضًا : فَالْانْحِنَاءُ عِنْدَ التَّحِيَّةِ سُجُودٌ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(البقرة : ٥٨) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ عَلَى الْجِبَاهِ ...... وَالْمَقْصُودُ أَنَّ النُّفُوسَ الْجَاهِلَةَ الضَّالَّةَ أَسْقَطَتْ عُبُودِيَّةَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَأَشْرَكَتْ

فِيهَا مَنْ تُعَظِّمُهٗ مِنَ الْخَلْقِ، فَسَجَدَتْ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَرَكَعَتْ لَهٗ، وَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيَامَ الصَّلَاةِ، وَحَلَفَتْ بِغَيْرِهٖ، وَنَذَرتْ لِغَيْرِهٖ، وَحَلَقَتْ لِغَيْرِهٖ، وَذَبَحَتْ لِغَيْرِهٖ، وَطَافَتْ لِغَيْرِ بَيْتِهٖ ...... وَسَوَّتْ مَنْ تَعْبُدُهٗ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَهٰؤُلَاءِ هُمُ الْمُضَادُّونَ لِدَعْوَةِ الرُّسُلِ، وَهُمُ الَّذِينَ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ، وَهُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ ...... : ﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشُّعَراء : ٩٧-٩٨)

''گمراہی کے علمبردار پیدا ہوئے ......انہوں نے اپنے مریدوں سے چاہا کہ وہ ان کی عبادت بجا لائیں، انہیں قائل کیا کہ وہ ان کے لیے اپنے سر کے بال منڈوائیں، انہیں سجدے کریں، اس سجدے کو وہ کوئی دوسرا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو پیر کے سامنے سر رکھنا ہے۔ حالانکہ اللہ کی قسم! اللہ کو سجدہ کرنا بھی اس کے سامنے سر رکھنا ہی ہے۔ ان پیروں نے اپنے مریدوں کو قائل کیا کہ وہ ان کی نذر مانیں، ان سے توبہ کریں اور ان کے ناموں کی قسمیں اٹھائیں، یہ مریدوں کا پیروں کو رب اور معبود بنانا ہی تو ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ

مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ۷۹۔۸۰) ''کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور نبوت سے سرفراز کرے، تو وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ کہے گا کہ رب والے بن جاؤ، کیونکہ تم اس کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو اور وہ تمہیں اس بات کا حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ربّ بنالو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو؟'' سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے، ان پیروں، ملاؤں اور متکبر لوگوں نے نماز کو باہم اپنے لیے تقسیم کر لیا ہے۔ ان میں سے پیروں نے نماز کے سب سے اعلیٰ رکن یعنی سجدہ کو اپنے لیے اختیار کر لیا ہے اور ملاؤں نے اپنے لیے رکوع کرنے کو اختیار کیا ہے کہ جب کوئی ان سے ملتا ہے، تو اس کے لیے بالکل اسی طرح رکوع کرتا ہے، جس طرح نماز پڑھنے والا اپنے رب کے لیے رکوع کرتا ہے۔ ان میں سے متکبروں نے اپنے لیے قیام کا انتخاب کیا ہے، تمام آزاد اور غلام لوگ ان کے سروں کے پاس غلام بن کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بیٹھے ہوتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مقامات پر ان تینوں اُمور سے منع فرمایا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔''

اس کا حرام ہونا دین کی بنیادی باتوں میں سے ہے، اسے غیر اللہ کے لیے جائز قرار دینا اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی ہے۔ نماز عبادت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، تو جب یہ مشرک عبادت کی اس قسم کو بشر کے لیے جائز قرار دے رہا

ہے،تو درحقیقت وہ غیر اللہ کی عبادت کو جائز قرار دے رہا ہے۔
پھر یہ بھی کہ ملاقات کے وقت جھکنے کو سجدہ کہتے ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(النّساء : ١٥٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔'' یعنی جھک کر، ورنہ پیشانی کے بل تو داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔
مقصد یہ کہ جاہل اور گمراہ لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کو ساقط کر دیا ہے اور اس میں مخلوق کو شریک کر لیا ہے، وہ غیر اللہ کو سجدے کرتے ہیں، ان کے سامنے رکوع کرتے ہیں، ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جس طرح نماز میں (اللہ کے لیے) کھڑے ہوتے ہیں، غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں، نذر مانتے ہیں، ان کے لیے سر کے بال منڈواتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کے گھروں کا طواف کرتے ہیں۔
......جس مخلوق کی یہ عبادت کرتے ہیں، اسے رب العالمین کے برابر کر دیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں، جو رسولوں کی دعوت کے مخالف ہیں، انہوں نے مخلوق کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا، یہی وہ لوگ ہیں، جو (روز قیامت اپنے معبودوں سے) کہیں گے:......﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشُّعَراء : ٩٧-٩٨) ''اللہ کی قسم! یقیناً ہم کھلی گمراہی میں تھے، جب ہم نے (شرک کر کے) تمہیں رب العالمین کے برابر کر دیا تھا۔''

(زاد المَعاد : 4/146-148)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا وَضْعُ الرَّأْسِ عِنْدَ الْكُبَرَاءِ مِنَ الشُّيُوخِ وَغَيْرِهِمْ أَوْ تَقْبِيلُ

الْأَرْضِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ فِي النَّهْيِ عَنْهُ بَلْ مُجَرَّدُ الْاِنْحِنَاءِ بِالظَّهْرِ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْهِيٌّ عَنْهُ .

''بزرگوں اور پیروں کے سامنے سر رکھنا یا زمین کو بوسہ دینا اور اس طرح کے دیگر اُمور ائمہ کے نزدیک بلا اختلاف ممنوع ہیں، بلکہ غیر اللہ کے سامنے (تعظیماً وتحیۃً واکراماً) جھکنا بھی ممنوع ہے۔''

(مَجموع الفَتاویٰ : 92/27)